© rasailojaraid.com

محترمہ ایس ایس بخاری

طلسمِ کاوشِ زیاں

گھر کے آخر والے کمرے میں جو خفیہ سرگرمیوں کا مرکز تھا' آج پھر میٹنگ جاری تھی۔ نورین' شبانہ' شگفتہ' فیصل' احمد' آصف' فوزیہ' گویا پوری پلٹن اکٹھی تھی' اور زیر بحث تھی عائشہ' سرخ اینٹوں سے بنے اس وسیع' حویلی نما مکان میں تین خاندان اکٹھے رہتے تھے۔ یوں اس بڑے سے گھر میں زندگی بہت پر رونق اور پر مسرت تھی۔ صبح سے دوپہر تک قدرے سکوت ہوتا۔ لیکن جونہی چھوٹے بڑے سکول' کالج سے واپس آتے تو ایک ہنگامہ سا برپا ہو جاتا۔ آپس کی نوک جھونک' چھیڑ چھاڑ' جملہ بازی' لطیفے' بحث' تعلیمی مسائل پر گفتگو نت نیا پروگرام یہ ایک معمول سا تھا۔

جب تک دادی اماں زندہ رہیں' وضعداری اور مشرقی روایات اس گھر کا خاصہ تھیں۔ گھر کے مکینوں کے اخلاق و کردار میں وضعداری کی جھلک نمایاں تھی۔ بزرگوں کے علاوہ بچوں میں بھی ادب و اخلاق کے ساتھ ساتھ مذہبی رجحان موجود تھا۔ تعلیم پر قطعاً کوئی پابندی نہیں تھی۔ لیکن لڑکیوں کیلئے حجاب کی صورت لازمی تھی۔ چند برس پیشتر دادی اماں نے آنکھیں موند لیں' تو گویا ایک سائبان سا اٹھ گیا۔ رفتار زمانہ شاید کچھ زیادہ ہی تیز تھی جو اس نے اس گھر کو بھی اپنی لپیٹ میں لے لیا۔ گو کہ گھر کے بڑے تو اپنی پہلی سی روش پر قائم تھے لیکن نئی نسل کچھ باغی ہو چلی تھی۔ وضعداری' اور مشرقی روایات جو برسوں سے اس گھر کا خاصہ تھیں وہ انہیں بوجھ محسوس ہونے لگیں۔ اسلامی اقدار و تہذیب' حدود و قیود سب دقیانوسیت کی زد میں آ گئے۔ ترقی کے اس دور میں ان کی پابندی یا پاسداری بنیاد پرستی نہیں تو اور کیا تھا۔ نماز روزہ بزرگوں تک محدود ہو گیا۔ چادر کی جگہ دوپٹوں نے لی اور اب تو وہ بھی سمٹتے جا رہے تھے۔ گھر کے بزرگ نہ چاہتے ہوئے بھی بے بس ہو گئے تھے۔ لیکن نہ جانے یہ کیسا اتفاق تھا کہ منجھلے چچا عثمان کی بیٹی عائشہ اپنے مزاج اور سوچ کی بناء پر سب سے مختلف تھی۔ بقول شبانہ اس میں دادی اماں کی روح حلول کر گئی تھی۔ بات کسی حد تک درست بھی تھی۔

اسے اس قدر بے باکانہ اور بے لگام [illegible] قطعی [illegible] تھا۔ اسی وجہ سے اسے دقیانوسی' نیرو مائینڈڈ' بوڑھی روح جیسے عرف سے پکارا جاتا۔ لیکن ہر چیز میں میانہ روی اور اعتدال کی قائل عائشہ نے مزاج بھی بڑا معتدل اور شائستہ پایا تھا۔ تبھی تو وہ ان القابات پر سیخ پا ہونے کی بجائے یوں مسکرا دیتی کہ کہنے والا آپ ہی شرمندہ ہو جاتا۔ پچھلے دنوں عائشہ اور فوزیہ کا بی۔ اے کا رزلٹ آیا تھا۔ فوزیہ اس بات پر مصر تھی کہ عائشہ اس کے ساتھ یونیورسٹی میں داخلہ لے۔ مگر وہ فرسٹ ڈویژن کے باوجود بھی ہرگز آمادہ نہ تھی۔ لیکن فوزی بھی تھی کہ ہاتھ دھو کے پیچھے پڑی ہوئی تھی۔ شاید وہ شعوری یا غیر شعوری طور پر عائشہ کی ذات میں تبدیلی کی خواہاں تھی۔ آج کی یہ میٹنگ اسی سلسلے کی آخری کوشش تھی۔ موضوع گفتگو یہی تھا کہ عائشہ کو کیسے قائل کیا جائے۔

اسی اثناء میں وہ اندر داخل ہوئی' تو فیصل نے اسے دیکھتے ہی جملہ کسا' تشریف لائیے واعظہ صاحبہ' بہت اچھا جناب' لیکن آپ یہاں سے تشریف لے جائیں۔ وہ کیوں؟ اس لئے کہ تایا حضور یاد فرما رہے ہیں۔ کیا کہا مجھے؟ میرا خیال ہے فیصل آپ ہی کا نام ہے' عائشہ نے کچھ اس انداز سے کہا کہ زور کا قہقہہ پڑا' اور فیصل بیچارہ وہاں سے بھاگ گیا۔ "عائشہ پھر تم نے کیا فیصلہ کیا؟" فوزی نے ایک دم پوچھا تو وہ چونک گئی' کیا مطلب"؟ میرا مطلب ہے وہ یونیورسٹی فوزی نے جملہ ادھورا چھوڑ دیا۔ اچھا تو یہ بات ہے میں بھی حیران کہ آج یہ محفل اتنی سنجیدہ کیوں ہے؟ تو خواتین و حضرات! بلکہ آپ کی زبان میں لیڈیز اینڈ جنٹلمین!" میرا آخری فیصلہ وہی ہے جو پہلا تھا" لیکن اتنے اچھے رزلٹ کے بعد تمہارا یہ فیصلہ احمقانہ بات نہیں شبانہ اور نورین نے ایک ساتھ کہا۔ "احمقانہ بات تعلیم کا سلسلہ منقطع کرنا ہے نہ کہ یونیورسٹی داخلہ نہ لینا"" تو گویا تم ہر صورت پرائیویٹ پڑھنے کا ہی ارادہ رکھتی ہو"؟ اب کہ شگفتہ کی باری تھی جی بالکل! مگر اس طرح تو ۔ ۔ ۔ ۔ احمد نے اپنی طرف سے دلیل دینے کیلئے منہ کھولا ہی تھا کہ عائشہ نے بات کاٹ دی۔ "میرے خیال میں یہ [illegible] انشاءاللہ [illegible] مسئلہ [illegible] اور اس سلسلے میں مزید کسی دلیل کی ضرورت

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں۔" اس نے قطعیت کے ساتھ کہا تو فوزی جھنجھلا اٹھی۔ "ٹھیک ہے بابا جیسے تمہاری مرضی" لیکن یہ یاد رکھو! تمہاری یہ دقیانوسیت کسی دن تمہیں لے ڈوبے گی۔ عائشہ نے مسکراتے ہوئے دیکھا اور باہر چلی گئی۔ شب و روز اسی مصروفیت کے ساتھ گزر رہے تھے۔ وہی ہنگامہ آرائی' وہی نوک جھونک' بحث و تمحیص' نت نیا پروگرام' چٹکلے بازی اور اس پر مستزاد یہ کہ جب فوزیہ یونیورسٹی کے دلچسپ قصے مزے لے لے کر سناتی' تو سب ہی لطف اندوز ہوتے لیکن ایسے میں عائشہ کے چہرے پر ناگواری کے اثرات پھیل جاتے اور وہ خاموشی سے اٹھ کر چلی جاتی۔ پچھلے کمرے میں دو تین روز سے جو کھسر پھسر جاری تھی اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ آج شام تفریح کا پروگرام بنا۔ سب تیار ہو کر جب باہر نکلے تو عائشہ کو چادر میں لپٹا دیکھ کر فوزیہ جھلا اٹھی۔ "بھلا اسکی کیا تک تھی"؟ "اس کی تو تک ہے" "میں نے آج پہلی مرتبہ لی ہے"؟ لیکن اپنی گاڑی میں شام کے وقت اگر تم یہ بوجھ نہ بھی اٹھاتیں تو کونسی قیامت آ جاتی؟ محترمہ عرض یہ ہے کہ بوجھ میں نے اٹھایا ہے نہ کہ آپ نے۔ ہاں اگر میرے سر پر اوڑھی ہوئی چادر کا وزن تمہارے دماغ پر پڑ رہا ہے تو مجھے معاف رکھیئے' عائشہ واپس جانے کیلئے مڑی' لیکن آصف بھائی نے بڑھ کر روک لیا۔ "تمہیں ہر صورت ہمارے ساتھ جانا ہے!" "مگر اسی حلیے میں!" "ٹھیک ہے' اور وہ گاڑی میں بیٹھ گئی۔ فوزیہ اور عائشہ ایم۔ اے انگلش پارٹ ون پاس

وہ دقیانوسی لڑکی زندگی کی بازی جیت گئی

کرنے کے بعد فائنل میں تھیں۔ نورین اور شبانہ کا کالج میں آخری سال تھا۔ جبکہ شگفتہ ابھی تھرڈ ایئر میں تھی۔ ایک روز نورین کالج سے واپس آئی تو اس نے عائشہ اور فوزیہ کو ایک کارڈ دیا۔ یہ کیا؟ "کھول کر دیکھو" فوزی نے جھٹ لفافہ کھولا۔ اچھا تو بھابھی صاحبہ شادی کے بندھن میں باندھی جا رہی ہیں' اس نے کارڈ عائشہ کی طرف بڑھاتے ہوئے کہا' پھر کیا ارادہ ہے"؟ ضرور چلیں گے" شکر ہے کہ پتھر میں جونک لگی' ورنہ میں تو سوچ رہی تھی کہ ابھی لگا کوئی فتویٰ" فوزیہ کہہ کر کھسک گئی۔ عائشہ تیار ہو کر فوزی کے کمرے کی طرف بڑھی' بھئی جلدی کرو دیر ہو رہی ہے" "میں نے تو ابھی بال بھی نہیں بنائے" اتنے میں عائشہ اندر داخل ہوئی تو ہکا بکا رہ گئی۔ فوزیہ اسے یوں حیران [illegible]

عائشہ یہ کپڑے مجھ پر بچے نہیں"؟ "فوزی تم یہ کپڑے پہن کر جاؤ گی"؟ "ہاں تو کیا ہے ان کپڑوں کو"؟ "توبہ اس قدر واہیات لباس میں میں تمہارے ساتھ ہرگز نہیں جاؤں گی" فوزیہ کو ایک دم غصہ آ گیا۔ "واہیات ہے یا جو بھی میں نے پہنا ہے نا"؟ "تم پہنو یا میں بات ایک ہی ہے' میرے خیال میں ہم دونوں کا تعلق ایک ہی صنف سے ہے" بالآخر فوزیہ کو ہی ہار ماننا پڑی کہ اس کے سوا چارہ بھی نہ تھا اور پہلے ہی خاصی دیر ہو چکی تھی۔ سارا راستہ فوزی کا موڈ زبردست خراب رہا۔ وہ اندر ہی اندر سوچتی اور کڑھتی رہی کہ آخر عائشہ اتنی تنگ نظر کیوں ہے؟ ہما کے گھر پہنچی تو اس کا موڈ درست تھا' شاید اس کی وجہ بلانے میں عائشہ کی پہل تھی۔ زندگی قہقہوں کی گونج' طنز و مزاح کے جھونکوں اور باتوں کی بازگشت میں اپنے اسی معمول پر جاری تھی کہ گھر میں ایک دم سکون ہو گیا' ہنگامے مدھم پڑ گئے' کیونکہ تمام سرگرمیوں کی روح رواں تھی فوزی اور وہ ان دنوں امتحان میں بری طرح مصروف۔ اور اس کے بغیر ہر پروگرام ادھورا۔ فیصل کو جس کے لئے دو منٹ چپ رہنا مشکل تھا' یہ خاموشی اور سکون بہت کھلتا۔ وہ زبان کا ذائقہ بدلنے کی کوئی نہ کوئی راہ نکال ہی لیتا۔ عین اس لمحے جب فوزیہ کتاب پر جھکی پڑھنے میں محو ہوتی وہ آن ٹپکتا' "سالی سویٹ اپیا" کیا خیال ہے آج شام آئس کریم ہو؟۔۔۔ اور اسکی بات پوری ہونے سے پہلے ہی فوزیہ ہاتھ جوڑ دیتی' فیصل پلیز یہاں سے چلے جاؤ" میرا مطلب ہے آئس کریم آپ کو پسند ہے" وہ اسکی کمزوری سے فائدہ اٹھاتا' لیکن فوزیہ سختی سے کانوں میں انگلیاں ٹھونس لیتی۔ بہرحال خدا خدا کر کے فوزی اور عائشہ امتحان سے فارغ ہوئیں تو باقی لوگ اس کی زد میں آ گئے۔ یوں گھر میں سکوت سا چھا گیا' دن خاموشی سے گزرنے لگے' فیصل حسب عادت آتے جاتے ہانک لگاتا "یار یہ کیا ہو گیا یہ دور شرافت کچھ طویل ہوتا جا رہا ہے"۔ وہ تین ماہ اسی طرح گزر گئے مگر جیسے ہی امتحان ختم ہوئے "لگی بلبل ہونے"۔ وہی ہنگامہ' وہی شوخیاں' بقول فیصل یوں لگتا ہے اچانک برسات لگنے پر مینڈک خوشی سے ٹرا رہے ہوں۔ لیکن سرگرمیاں ابھی عروج پر نہیں پہنچی تھیں کہ اچانک ایک خبر آئی جس نے گھر بھر میں خوشی کی لہر [illegible] تھی کہ اسرار بھائی پرسوں کی فلائٹ سے پاکستان آ رہے ہیں۔

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

تایا ابو کے اکلوتے بیٹے، جو ڈاکٹری کی اعلیٰ تعلیم کیلئے لندن گئے تھے۔ بس پھر کیا تھا ان کے آنے پر وہ اودھم مچا کہ خدا کی پناہ۔۔۔ اسرار بھائی کی آمد کے ٹھیک ایک ہفتہ بعد عائشہ اور فوزیہ کا رزلٹ آیا۔ عائشہ نے ایم۔ اے انگلش میں فرسٹ ڈویژن لی تھی جبکہ فوزی صرف پاس ہوئی۔ سب مبارکباد کے ساتھ مٹھائی کا پرزور مطالبہ کر رہے تھے۔ اسرار بھائی خوش بھی تھے اور حیران بھی "عائشہ تم نے کمال کر دیا۔ پرائیویٹ اور اتنے اچھے نمبر" "ویسے یہ زیادتی ہے" فیصل بولا "کیوں کیا ہوا؟" "ہوا یہ ہے کہ اصل کمال تو فوزی آپی کا ہے جنہوں نے دو نمبروں سے میدان جیتا ہے" سب بے اختیار ہنس پڑے تو فوزیہ کھسیانی سی ہو کر بولی "تم ذرا اپنی چونچ بند

اس بڑے گھر میں صبح

سے دوپہر تک

سکوت طاری رہتا ہے

رکھا کرو!" "جی جیسے آپ کا حکم" چٹکلے کرنے میں آج پھر میٹنگ جاری تھی۔ مسئلہ یہ تھا کہ سب اسرار بھائی کو ایک زبردست پارٹی دینا چاہتے تھے۔ ہر کوئی اپنی اپنی کہے جا رہا تھا۔ احمد اور آصف کی رائے تھی کہ شہر سے باہر کسی جگہ کا انتخاب کیا جائے، جبکہ باقی ہوٹل کے حق میں تھے۔ لیکن اتفاق رائے مشکل ہو رہا تھا۔ آخر عائشہ نے تجویز دی "کیوں نہ گھر پر ڈنر کر لیا جائے؟ زیادہ مزا آئے گا اور گھر کے سب لوگ بھی شامل ہو سکیں گے۔ اسرار بھائی کو یہ تجویز بے حد پسند آئی۔ چنانچہ اسی پر اتفاق رائے ہوا۔ کھانے کے علاوہ باقی کام لڑکوں کے ذمے لگا۔ فیصل، احمد اور آصف نے مل کر ہال میں بیٹھنے کا انتظام کیا، تھوڑی سی مدد اسرار بھائی نے بھی کی۔ گھر کے تمام افراد کے علاوہ چند ایک قریبی عزیز بھی مدعو تھے۔ سب لوگ جمع ہو گئے تو عائشہ، فوزیہ، شبانہ، نورین اور شگفتہ نے اپنی اپنی ڈشیں لا کر رکھ دیں۔ کھانا

شروع ہوا۔ فیصل نے پلیٹ میں موجود کوفتے کو توڑنے کی کوشش کی، لیکن شاید وہ کچھ سخت تھا، اس نے جونہی چمچ کے ساتھ بھرپور دباؤ ڈالا چمچ کٹاک سے پلیٹ پر بجا اور کوفتہ اچھل کر تایا ابو کی گود میں۔۔۔۔ تایا ابو سمیت ایک دم سب نے فیصل کی طرف دیکھا۔ وہ بیچارہ ہکلا کر رہ گیا، وہ۔۔۔ وہ دراصل تایا ابو میں اسے توڑنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اب جسے دیکھو کوفتے توڑنے میں مصروف، لیکن وہ تھے کہ ٹوٹنے کا نام ہی نہیں لے رہے تھے۔ یہ کوفتے کس نے بنائے ہیں؟ چھوٹے چچا نے پوچھا، فوزی نے لجاجت بھری نظروں سے فیصل کی طرف دیکھا، لیکن اسے تو حساب چکانے کا موقع ملا تھا۔ جھٹ بولا "جی ابو فوزی آپی نے" اور فوزیہ بیچاری مارے شرم کے نظریں چرا رہی تھی۔ لیکن یہ کیا پھر تو سلسلہ ہی چل نکلا۔ بریانی کے کسی لقمے میں نمک اتنا کہ نگلنا مشکل اور کہیں بالکل ندارد کباب تو یوں جیسے صرف مرچیں ہی پسی ہوں، کھیر تو اس میں چاول کچے اور احمد کے بقول چینی کی بھی شدید قلت۔ ہاں عائشہ کا بنایا ہوا مرغ روسٹ سب نے بے حد پسند کیا۔ پارٹی تو جیسے تیسے ختم ہو گئی مگر لڑکیوں کیلئے وبال جان بن گئی۔ بزرگوں کے سامنے الگ شرمندگی اور فیصل کے ہتھے نیا موضوع چڑھا۔ جہاں سب اکٹھے ہوئے وہ شروع ہو جاتا "کیوں بھئی شگفتہ پھر کب کھلا رہی ہو بریانی؟" "فوزی آپی ذرا یہ تو بتائیں کوفتے مضبوط کرنے کیلئے کونسا مصالحہ استعمال کیا تھا؟" ایسے میں اسرار بھائی مداخلت کر کے فیصل کو چپ کرواتے۔ پارٹی کا چرچا ابھی عروج پر تھا کہ ایک دن نورین نے جو سراغ رسانی میں ماہر تھی ایک خبر سنا کر لڑکیوں میں کھلبلی سی مچا دی۔ فوزی نے رسالے کی ورق گردانی میں مصروف عائشہ سے رسالہ چھین کر پرے پھینکا تو وہ چونک پڑی۔ "کیا ہوا؟" "تمہیں ان کتابوں سے فرصت ملے تو کچھ پتہ چلے" شگفتہ بولی "اوہو بھئی آخر کچھ بتاؤ گی تو پتہ چلے گا"۔ محترمہ ایک سنسنی خیز خبر! "تایا ابو اور تائی اماں اسرار بھائی کی شادی جلد ہی کرنا چاہتے ہیں اور اس سلسلے میں اسرار بھائی کو مکمل اختیار دیا گیا ہے کہ وہ جہاں بھی چاہیں اپنی پسند کا اظہار کریں، اسرار بھائی پرسوں تک اپنے فیصلے سے آگاہ کر دیں گے"۔ فوزی نے بات مکمل کر کے عائشہ کی طرف دیکھا تو وہ اپنے مخصوص انداز میں مسکرا دی "یہ تو خوشی کی بات ہے لیکن یہ تم سب کیوں اتنی تجسس ہو؟" "تو کیا تمہیں اس بات سے کوئی دلچسپی

© rasailojaraid.com

© rasailojaraid.com

نہیں؟" شبانہ بولی۔ "قطعاً نہیں" "کیوں؟" "بھئی یہ اسرار بھائی کا خالص ذاتی معاملہ ہے اور قاضی جی کیوں شہر کے اندیشے میں خوامخواہ دبلے ہوں؟" "توبہ ہے تمہیں تو بات بتانا ہی فضول ہے' مجھے تو سمجھ نہیں آئی کہ تم ہو کیا چیز؟" "سمجھ نہ آنے والی چیز" عائشہ نے دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ کہا' تو فوزیہ جل کر رہ گئی۔ بڑی مشکل سے منصوبہ تیار ہوا۔ اسرار بھائی شام کو گھر واپسی کے بعد جیسے ہی تایا ابو کے کمرے میں داخل ہوئے' نورین نے اطلاع دی اور وہ چاروں جلدی سے تایا ابو کے کمرے کی گیلری میں کھلنے والی کھڑکی کے پاس کان لگا کے کھڑی ہو گئیں۔ تجسس کے ساتھ ساتھ اک عجیب سی کیفیت ہر چہرے پر نمایاں تھی۔ فوزی تو دو ایک بار ماتھے سے پسینہ بھی صاف کر چکی تھی۔ جوں ہی اسرار بھائی کی آواز ابھری' تو نہ جانے کیوں سب کے دل ایک دم دھڑک اٹھے۔

وہ کہہ رہے تھے ابو! آپ نے مجھے مکمل اختیار دیا ہے کہ میں جہاں بھی چاہوں اپنی پسند کا اظہار کر سکتا ہوں' یہ تو آپ کو معلوم ہے کہ میں خاندان سے باہر شادی کا زیادہ قائل نہیں' "لیکن گذشتہ پانچ برس دیار غیر میں گزار کے جب ایک ماہ قبل میں اپنے گھر واپس آیا تو لمحہ بھر کو سنانے میں آگیا" "کیا یہ وہی گھر ہے جو میں چھوڑ کر گیا تھا؟" "اتنی زبردست

تبدیلی!" "سب کچھ ہی تو یہاں بدل چکا تھا" "جن اعلیٰ اقدار اور اخلاقی حدود و قیود کی کمی مجھے مغرب میں شدت سے محسوس ہوتی رہی تہذیب جدید کا عفریت انہیں یہاں بھی نگل چکا تھا" "میں نے وہاں قدم قدم پر اپنے دامن کو سنہری زلفوں سے اس لئے بچایا کہ مجھے ان نیلی آنکھوں میں حیا کی وہ جھلک اور دمکتے چہروں پر پاکیزگی اور عفت کا وہ نور جو میرے وطن میں تھا کہیں بھی نظر نہ آیا" "مگر یہاں آکر مجھے احساس ہوا کہ یہاں بھی سارے چہرے اور ساری آنکھیں بے نور ہو چکی ہیں فرق صرف سنہری اور نیلی رنگت کا ہے" اسرار بھائی قدرے توقف کے بعد بولے۔ "ہاں صرف ایک چہرہ ایسا ہے جس پر ابھی بھی حیا اور پاکیزگی کا عکس ہے" "گذشتہ ایک ماہ سے عائشہ کے اخلاق و کردار' عادات و اطوار کو جانچنے اور پرکھنے کے بعد میں نے اسے اپنی شریک حیات بنانے کا اٹل فیصلہ کیا ہے"۔ "مجھے یقین ہے کہ عائشہ جیسی لڑکی کی رفاقت آئندہ زندگی کے ہر لمحے میں راحت و شادمانی کا باعث ہوگی" کیونکہ اس میں وہ تمام خوبیاں موجود ہیں جو ایک لڑکی میں ہونی چاہئیں' اسرار بھائی نے تائید طلب نظروں سے تایا ابو کی طرف دیکھا۔ تو گیلری میں چار دل چھناکے سے چور چور ہو گئے۔ چہروں پر پھیلی سرخی پر شکست خوردگی کے سائے نمایاں ہونے لگے۔ اور چند لمحے پہلے تجسس و شوق سے چمکتی آنکھوں میں ویرانی در آئی۔ شاید یوں کہ وہ بنیاد پرست اور دقیانوسی لڑکی اس مرتبہ زندگی کی سب سے بڑی بازی جیت گئی۔

شاہ جیؒ کی تلاوت سے دشمن چوکڑی بھول گئے

صوفی واحد بخش صاحب دوائی فروش کلر والی (مظفر گڑھ) نے بروایت مولوی سلطان محمود دیدھیرہ ذکر کیا کہ گڑھی اختیار خاں علاقہ خان پور ضلع رحیم یار خاں کے ایک شخص نے شاہ جیؒ کو تقریر کی دعوت دی جو اس علاقہ کے مشہور بدعتی واعظ مولوی محمد یار فریدی کے لئے ایک زبردست چیلنج کی حیثیت اختیار کر گئی اور اس کا آرام حرام ہو گیا۔ اس نے کثیر تعداد افراد کی ایک باقاعدہ پلٹن تیار کی کہ جس کے ذمہ جلسہ گاہ میں کنکروں اور ڈھیلوں کے تھیلے لے جا کر بیٹھنا اور تقریر کے دوران شاہ جیؒ پر انہیں پھینکنا تھا جلسہ کا آغاز ہونے ہی ان لوگوں نے اپنی پوزیشن لے لی۔ لیکن شاہ جی نے کسی موضوع پر تقریر کرنے سے قبل نصف گھنٹہ تک مجمع کو تلاوت کلام پاک میں مسحور رکھا۔ جس کا معجزانہ اثر یہ ہوا کہ حملہ آور اپنی چوکڑی بھول گئے۔ پھر کوئی دو گھنٹہ تک تقریر ہوتی رہی اور جب تقریر کا اختتام ہوا تو کم و بیش ۸۰ کی تعداد میں آدمی کنکروں وغیرہ کی تھیلیوں سمیت شاہ جیؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر معذرت خواہ ہوئے۔

ناقل: حضرت مرزا احمد حسن چغتائی رحمۃ اللہ علیہ

روایت: صوفی واحد بخش صاحب ... ۸ تا ۷ مارچ ۱۹۹۱ء بموقع تیرھویں شہدائے ختم نبوت کانفرنس

© rasailojaraid.com